Lesson 6: Al-Kahf (Ayaat 83-99): Day 25 سُوۡرَۃُ الکھف کی تفسیر

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَغۡرُبُ فِىۡ عَيۡنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنۡدَهَا قَوۡمًا ؕ قُلۡنَا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِمَّاۤ اَنۡ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِيۡهِمۡ حُسۡنًا ﴿۸۶﴾

حتیٰ کہ جب وہ غروب آفتاب کی حد تک پہنچ گیا تو اس نے سورج کو ایک کالے پانی میں ڈوبتے دیکھا اور وہاں اُسے ایک قوم ملی ہم نے کہا "اے ذوالقرنین، تجھے یہ مقدرت بھی حاصل ہے کہ ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کہ اِن کے ساتھ نیک رویّہ اختیار کرے"۔

سورج کے غروب ہونے کی جگہ سے مراد مغرب ہے، یعنی وہ مغرب پہنچا اور یہ بحیرۂ روم کا ساحل تھا۔ اس وقت لوگوں کو پوری دنیا کا نقشہ کا تو پتہ نہیں تھا بس وہ یہی سمجھتے تھے کہ اس کے آگے تو دنیا ختم ہو گئی سمندر ہی سمندر ہے۔ جب ساحل پہ کھڑے ہوتے تھے تو سورج ڈوبتا ہوا دکھتا تھا اس لیے اس جگہ کو مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ کہا گیا۔ گدلے چشمے سے مراد، سمندر کے اندر ڈوبتا ہوا۔ وہ جگہ جہاں یہ پہنچے سمندر ہی سمندر تھا، یوں لگتا تھا کہ دنیا ختم ہو گئی اور سمندر کا پانی گدلا ہوتا ہے۔

جب علاقہ فتح کیا تو وہاں بسنے والی قوم اس کی رعایا بن گئی۔ اصل میں یہاں یہ سکھایا جا رہا ہے کہ ایک مسلم حکمران جب کسی علاقے کو فتح کرلے تو ان کو اللہ کا حکم یہ ہے اِمَّاۤ اَنۡ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِيۡهِمۡ حُسۡنًا۔ ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کہ اِن کے ساتھ نیک رویّہ اختیار کرے"۔

مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو کہ اس علاقے کو بزورِ بازو فتح کر لیا ہے، اب یہاں کے باشندے آپ کے رحم و کرم پر ہیں۔ آپ کو ان پر مکمل اختیار ہے، چاہے سختی کریں، آسانی کریں یا حسن سلوک کی روش

اختیار کریں۔ یہاں پیغام دیا جارہا ہے کہ جب حکمرانوں کے دل میں اللہ کا خوف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر ان کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے اور وہ اس بات پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چوائس دی۔ ذوالقرنین نے جواب میں کہا۔

قَالَ اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكۡرًا ﴿۸۷﴾ اس نے کہا، "جو ان میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹایا جائے گا اور وہ اسے اور زیادہ سخت عذاب دے گا۔

عَذَابًا نُّكۡرًا سے مراد نہ پہچانی ہوئی سزا۔ یہاں ظلم سے مراد کفر اور شرک بھی ہے اور نافرمانیاں بھی ہیں۔ یہاں سے ذوالقرنین کی شخصیت بھی نظر آتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی نہیں بلکہ جو غلط کام کرے گا، ظلم کرے گا، اس کو ہم سزا دیں گے اور یہ بھی نظر آتا ہے کہ وہ کتنے بااصول حکمران تھے۔ کہا ہم پوچھیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ زیادہ آپ پوچھیں گے، قیامت کے دن جب یہ تیرے پاس آئیں گے۔

وَاَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالۡحُسۡنٰى‌ۚ وَسَنَقُوۡلُ لَهٗ مِنۡ اَمۡرِنَا يُسۡرًا ؕ‏ ﴿۸۸﴾ اور جو ان میں سے ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اُس کے لیے اچھی جزا ہے اور ہم اس کو نرم احکام دیں گے"۔

یہاں سے پتہ چلا کہ وہ عادل بادشاہ تھا۔ ایسا بادشاہ نہیں تھا کہ غلط اور صحیح کرنے والے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکے۔ اور حدیث میں عادل بادشاہ کے بارے میں بہت خوبصورت روایات آتی ہیں۔ ایسے لوگ کل عرش کے سائے میں ہوں گے۔

اور ایک امام کا قول ہے کہ کوئی حکومت کفر کے بل پہ چل سکتی ہے لیکن ظلم کے طور پر قائم نہیں رہ سکتی تو پتہ چلا کہ کرنے والے اور نہ کرنے والے برابر نہیں ہوتے، ظلم دو طرح کے ہوتے ہیں۔

1۔ کوئی اچھے کام کرے اور بعد میں کہہ دیا جائے کہ تم جنت میں نہیں جاؤ گے، تو یہ ظلم ہے۔

اور دوسرا ظلم یہ ہے کہ کوئی غلط کام کرے اور بعد میں کہہ دیا جائے کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے۔ اور اللہ یہ دونوں ظلم نہیں کرے گا۔

جب مینیجمنٹ سے یہ چیز اٹھ جاتی ہے کہ وہ لوگوں کو غلط اور صحیح کام کا فرق نہیں بتاتے تو اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جو اچھا کر رہے ہوتے ہیں وہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ حکومت کرنے کا بہترین اصول ہے کہ کرنے اور نہ کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ چاہے وہ آپ کے پیارے کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا غلط کرنے والے سے ضرور پوچھا جائے، سمجھایا جائے اور اس کی اصلاح کی جائے اور صحیح کرنے والے کو اپریشیٹ کیا جائے۔ آپ کے بچے نے چھوٹی سی بھی اچھی بات کی ہے تو اُس کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور اگر بچے نے چھوٹی سی بد تمیزی کی ہے تو اُس پہ اُسے علیحدگی میں سمجھائیں۔ تو یہاں سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا تھا، کوئی زبردستی کا کوڑا نہیں برسایا تھا۔ حکمران خود اللہ کے خوف سے یہ معاملہ کرتے ہیں ذوالقرنین کے قصے کا دوسرا سفر۔

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ پھر اُس نے (ایک دُوسری مہم کی) تیاری کی۔

پھر اس نے ایک اور مہم کا سفر کیا اب یہ مشرق کی طرف جا رہے ہیں۔

حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾

یہاں تک کہ طلوعِ آفتاب کی حد تک جا پہنچا وہاں اس نے دیکھا کہ سورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جس کے لیے دُھوپ سے بچنے کا کوئی سامان ہم نے نہیں کیا ہے۔

یہ کون سی جگہ ہے؟ بعض کہتے ہیں ساحلِ مکران ہے۔ اگر دیکھا جائے تو یہ وہ جگہ بنتی ہے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہاں ان کو لگا کہ یہ زمین کی آخری حد ہے۔ کہا جاتا ہے اس زمانے میں یہ علاقہ gedrosia (گیڈروشیا) کہلاتا تھا۔ یہاں وحشی قبائل بستے تھے، جو صرف زمین پر دیوار کھڑی کر کے اپنے گھر بناتے تھے اور اس زمانے تک ابھی گھروں پر چھت ڈالنے کا رواج نہیں تھا۔

آج دنیا میں جتنے ڈسکور ملک ہیں، سب میں مسلمانوں کا ہاتھ ہے۔ جب یورپ فتح ہوا تو لوگ پہلے سوچتے تھے کہ یہاں تو سب سمندر ہیں۔ یورپ امریکن کے ہاتھوں ڈسکور ہوا تھا۔ امریکن مصالحہ جات لینے انڈیا جاتے تھے۔ سفر کرتے کرتے یہ شارٹ کٹ ڈھونڈتے تھے تو اسی دوران یہاں سے گزرے تو پتہ چلا کہ یہاں بھی آبادی ہے۔ تو گویا کہ اللہ کی دنیا بہت بڑی ہے۔

كَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ یہ حال تھا اُن کا، اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا اُسے ہم جانتے تھے۔

یہاں بھی پچھلے معاملے کی طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مکمل فتح دی۔ علاقے میں قبائل کے ساتھ نرمی یا سختی کرنے کا مکمل اختیار دیا، تو یہاں بھی ذوالقرنین نے ظالم یا شریر لوگوں کے ساتھ سختی اور شریف لوگوں کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کیا۔ تو عادل بادشاہ مشرق میں پہنچ جائیں یا مغرب میں ان کا عدل ختم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم ذوالقرنین کے حالات واحوال سے پوری طرح باخبر

تھے۔ یہاں دوسرا قصہ بھی ختم ہوا کہ وہ ایک علاقے میں گئے، وہاں بھی عدل قائم کیا۔ کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ جہاں بھی گئے عدل سے ہی کام لیا۔

ہمارے انڈوپاک کی ہسٹری میں ہے کہ مسلمان جب کسی علاقے کو فتح کرتے تھے تو اس کو عدل اور انصاف سے بھر دیتے تھے۔ غیر مسلم مسلمانوں کو ووٹ دیتے تھے۔ جب کوئی مسلمان حکمران جاتا اور اُسکی جگہ غیر مسلمان حکمران آتا، تو یہ دعا کرتے کہ اے مسلمانوں اللہ تمہیں واپس لائے۔

محمد بن قاسم کو مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں نے بھی ووٹ دیے تھے۔ تو مسلمان جہاں بھی گئے انہوں نے خیر دی۔ وہ دینے والے بندے تھے۔ علم والے علم بانٹتے اور مال والے مال بانٹتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آرمی "اصحاب صفہ" تھے۔ ایک جملہ لکھ لیں "جو علم لے گا، وہی جہاد کرے گا"۔ علم اسلام اور مسلمان کی حفاظت کی قدر سکھاتا ہے۔

علم سکھاتا ہے کہ اس دنیا سے زیادہ خوبصورت دنیا تمہاری منتظر ہے۔ اس سے شہادت کی خواہش اُبھرتی ہے۔ آج ملکوں کی آرمی اور فوجی سب اپنے نفعے کے لئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک آواز لگائی تھی تھا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ کے قلعوں میں پڑھنی ہے۔

آخری مہم۔

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ پھر اس نے (ایک اور مہم کا) سامان کیا۔

مشرق اور مغرب فتح کرنے کے بعد ایک اور طرف چل پڑے۔

تیسری مہم۔

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیۡنَ السَّدَّیۡنِ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِہِمَا قَوۡمًا ۙ لَّا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَہُوۡنَ قَوۡلًا ﴿۹۳﴾

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اسے ان کے پاس ایک قوم ملی جو مشکل ہی سے کوئی بات سمجھتی تھی۔

سَدَّیۡنِ دیوار کو کہتے ہیں لسَّدَّیۡنِ تثنیہ کا صیغہ ہے۔ دو دیواروں سے مراد یہاں دو پہاڑی سلسلے ہیں دائیں طرف مشرق میں بحیرۂ قسوین تھا اور دوسری طرف بحیرۂ اسود تھا۔ دونوں سمندروں کے ساحل کے ساتھ ساتھ دو پہاڑی سلسلے چلتے ہیں اور ان کے درمیان کی گزر گاہ شمالی علاقوں سے وحشی قبائل یاجوج ماجوج اس علاقے پر حملہ آور ہوتے تھے۔ اسی چیز کا تذکرہ اگلی آیت میں ہے۔ یعنی یہ غیر متمدن قوم تھی، جنگلی قسم کے لوگ تھے۔ بات بھی نہیں جانتے تھے، اگرچہ قوم کو زبان نہیں آتی تھی لیکن ذوالقرنین کو اس سے کوئی کمپلیکس نہیں تھا۔ بہر حال انہوں نے کسی نہ کسی طرح سے ذوالقرنین کو سمجھا دیا۔

قَالُوۡا یٰذَا الۡقَرۡنَیۡنِ اِنَّ یَاۡجُوۡجَ وَ مَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَہَلۡ نَجۡعَلُ لَکَ خَرۡجًا عَلٰۤی اَنۡ تَجۡعَلَ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَہُمۡ سَدًّا ﴿۹۴﴾

اُن لوگوں نے کہا کہ "اے ذوالقرنین، یاجوج اور ماجوج اس سرزمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم تجھے کوئی ٹیکس اس کام کے لیے دیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دے؟

خَرْجًا کا معنی فنڈنگ اور چندہ ہے کہا یہ ہمیں ستاتے ہیں، اس کے لیے آپ ہماری مدد کر دیں اس کے بدلے بتائیں ہم آپ کو کیا مزدوری دیں۔ پہاڑوں کے درمیان ایک قدرتی گزر گاہ تھی، کہا اس کو بند کر دیں تاکہ یہ یاجوج ماجوج ہمارے پاس نہ آسکیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح آج کل دریاؤں پر ڈیم ڈالے جاتے ہیں تاکہ دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان اگر کوئی دریا گزرتا بھی ہے تو کسی مقام پر مضبوط سی دیوار بنادی جاتی ہے تاکہ پانی کو روکا جاسکے۔ تو یہاں یہی مراد ہے کہ بیچ میں ایک رکاوٹ بنادیتا کہ یہ اُدھر سے اِدھر نہ جاسکے۔

یاجوج ماجوج کون ہیں؟

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آپ کی قوم اور آپ کے تین بیٹے سام، حام اور یافث سے جو آپکی نسل چلی تھی تو ان میں سے سامی نسل جو بہت معروف ہے۔ قوم عاد، ثمود اور قوم ابراہیم سب سامی نسل میں سے تھے۔

یافث کی نسل میں سے جو لوگ تھے وسطی ایشیا کے پہاڑی سلسلے کو عبور کر کے شمال کی طرف چلے گئے۔ وہیں سے ان کی نسل بڑھتے بڑھتے ایشیا اور یورپ میں پھیلی اور مشرق میں چین اور ہند چینی اور مغرب میں روس اور اسی طرح یہ پوری دنیا میں پھیلتے گئے۔ نوح علیہ السلام کے جو تین بیٹے تھے ان کی وجہ سے پوری دنیا میں آبادی ہوئی۔ ان کے جو تیسرے بیٹے یافث تھے ان کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ یاجوج اور ماجوج اس کی نسل میں سے دو قومیں تھیں، یاجوج اور ماجوج دونوں ایک ہی لفظ ہے۔ تورات اور اسی طرح ہر مذہب میں ان کے کچھ نہ کچھ نام موجود ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ روس کے شہر ماسکو میں حضرت یافث کے بیٹے، ماسق نے اس کو آباد کیا تھا۔

بہر حال یہ قوم انسان ہیں۔ وحشی یا غیر متمدن، پیشہ لوٹ مار اور غارتگری تھا۔ جو علاقے ان کے اردگرد ہوتے وہاں قتل و غارت کرتے اور لوٹ مار کرتے اور پھر واپس چلے جاتے۔

اس معاملے میں ذوالقرنین کی کوشش سے اس فتنے پر بند باندھ دیا گیا، تو حضرت ذوالقرنین نے ان کے لیے دیوار بنائی تھی لیکن قُربِ قیامت میں یہ دیوار ٹوٹ جائے گی۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت سے پہلے دنیا میں ایک بہت بڑی جنگ ہو گی اس جنگ کو "الملاحمتہ الاعظمٰی" کہتے ہیں۔ بائبل میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے علاقے کا میدان، اس کا میدان جنگ ہو گا۔ اس جنگ میں ایک طرف اس عیسائی اور پوری یورپین دنیا ہو گی اور دوسری طرف مسلمان ہوں گے۔ پھر اسی دوران اللہ تعالیٰ امام مھدی کو کھڑا کرے گا، ایک لیڈر کی صورت میں۔ وہ عرب میں پیدا ہوں گے، مجدد ہوں گے۔ ان کے دور میں اسلام کو ایک عروج حاصل ہو گا اور پھر کسی مرحلے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔

خراسان کے علاقے سے مسلمانوں کو مدد ملے گی پھر یہ جنگ ختم ہو گئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے یہودیوں کا خاتمہ ہو گا اور تمام عیسائی پھر مسلمان ہو جائیں گے۔

وہ وقت جب دنیا میں اسلام کا عروج ہو گا مسلمانوں کی حکومت ہو گی اور پھر مسلمان وہاں پر وہی نظام قائم کریں گے جو صحابہ کے دور کا تھا۔ تو یاجوج ماجوج آنے والے فتنوں میں بہت بڑا فتنہ ہے۔ قربِ قیامت کی علامتوں میں سے ان کو ان دس بڑی علامتوں میں شامل کیا جاتا ہے کہ جس کے فوری بعد

قیامت آجائے گی۔ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر 94 اور آیت نمبر 97، 98 میں بھی ان کا تذکرہ موجود ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی زوجہ کے ساتھ سو رہے تھے کہ ایک دم گھبرا کے اُٹھے اور آپ کے چہرے پر گھبراہٹ کی علامت تھی تو آپؐ نے فرمایا کہ آج یاجوج ماجوج نے انگلی کے اس حصے جتنا انگلی میں چھلا ہوتا ہے، اُتنا اس دیوار میں سوراخ کر دیا ہے۔ یعنی وہ دیوار جو ذوالقرنین نے بنائی تھی اس میں سوراخ کر دیا ہے اور لہذا اب دنیا میں فتنے آئیں گے۔

اور حدیث میں یہ بات بھی آتی ہے کہ ہر روز یاجوج ماجوج اس دیوار کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ شام تک یہ بالکل باریک ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر کہتے ہیں چلو کل یہ گرائیں گے لیکن اگلے دن آتے ہیں تو اللہ کے حکم سے وہ دیوار دوبارہ موٹی ہو جاتی ہیں لیکن جب اللہ کا حکم ہو گا کہ یہ دیوار گر جائے، تو اس وقت وہ یہ کہہ دیں گے کہ انشاءاللہ کل ہم اس کو گرا دیں گے اور اس کے بعد اس دن واقعی وہ اس دیوار کو گرائیں گے۔ اس کے بعد وہ دنیا میں کیڑوں کی طرح پھیل جائیں گے، دریاؤں کا پانی پی جائیں گے، فصلیں کھا جائیں گے، ،بہت بڑا فتنہ ہو گا اور اس وقت پھر انسانیت ان سے پناہ مانگے گی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت زیادہ طاقت بھی دی ہو گی۔ لڑاکا قسم کی قوم ہے، زمین والوں کو مارنا چاہیں گے اور پھر کہیں گے ہم آسمان والوں کو بھی مار دیں گے۔ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور وہ تیر خون سے لتھڑے ہوئے واپس گریں گے، کہیں گے دیکھا (نعوذ باللہ) ہم نے آسمان والوں کو بھی مار دیا۔ اس طرح سے پوری دنیا میں پھیلیں گے۔ یہ وہ وقت ہو گا جب حقیقت میں لوگ بہت تکلیف میں ہونگے۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب خیر کا وقت آئے گا پھر ان کو ایک بیماری آئے

گی۔ جس کے بعد یہ سب ختم ہوں گے۔ اس کے بعد پھر ان کی لاشوں سے پوری دنیا بھر جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردن والے جانور بھیجے گا، جو ان کی لاشوں کو کھائیں گے اور پھر بارش بھی ہو گی۔ بحر حال یاجوج ماجوج ایک بہت بڑا فتنہ ہو گا اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ختم کیا۔ لوگوں نے کہا کہ کیا ہم اس معاملے میں آپ کی کچھ مدد کریں تو خدا ترس بادشاہ ذوالقرنین نے کیا جواب دیا۔

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾

اس نے کہا "جو کچھ میرے رب نے مجھے دے رکھا ہے وہ بہت ہے تم بس محنت سے میری مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان بند بنائے دیتا ہوں۔

یہ بہت خوبصورت جملہ ہے۔ مال زیادہ ہونے سے بندہ دولت مند نہیں ہوتا، مال کی طلب ختم ہونے سے بندہ زیادہ دولت مند ہوتا ہے۔ تو اس نے کہا مجھے تم سے مال نہیں چاہیے۔ یہاں پتہ چلا کہ ہر جگہ مال ہی فائدہ نہیں دیتا بلکہ انسانوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ تو پتہ چلا کہ ہیومن ریسورس بعض دفعہ مالی ریسورس سے زیادہ بڑے ہوتے ہیں۔ انسان کس طرح فائدہ دے سکتا ہے، دین کے لیے کام کر کے۔ مال کے ساتھ ساتھ اپنی صحت، ہُنر اور اپنا وقت لگانے کی بھی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم نفری کے ساتھ میری مدد کرو۔ میں تمھارے درمیان ایک دیوار بنادوں گا۔ مال بنانے کے لئے جو مادی اسباب درکار ہیں وہ میں خود لے آؤں گا بس تم مین پاور کے ساتھ میری مدد کرو۔

آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾

مجھے لوہے کی چادریں لا کر دو" آخر جب دونوں پہاڑوں کے درمیانی خلا کو اس نے پاٹ دیا تو لوگوں سے کہا کہ اب آگ دہکاؤ حتیٰ کہ جب (یہ آہنی دیوار) بالکل آگ کی طرح سُرخ ہو گئی تو اس نے کہا "لاؤ، اب میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیلوں گا"۔

زُبَرَ ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔ سَاوٰی اردو میں جسے مساوی کہتے ہیں، یعنی برابر کرنے کے معنوں میں۔ یعنی دو پہاڑی سلسلے ہوں تو بیچ میں ایک اور دیوار بنا دی جائے۔ لوہے کے تختوں اور پگھلے ہوئے تانبے کے ذریعے ایک انتہائی مضبوط دیوار بنا دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس دیوار کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ بحیرۂ قسوین کے مغربی ساحل پر، داریال اور دربن کے درمیان اب اس کے اثرات موجود ہیں۔ یہ دیوار 50 میل لمبی 29 فٹ اونچی اور دس فٹ چوڑی تھی۔ آج سے سینکڑوں سال پہلے لوہے اور تانبے سے اتنی بڑی دیوار تعمیر کی گئی، یقیناً یہ ایک بہت بڑا کام تھا۔ مصر کے لوگ اس کو اصد لعالی کہتے ہیں۔ یعنی سب سے اونچی دیوار بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ یہ دیوارِ چین ہے، حالانکہ یہ دیوارِ چین نہیں ہے۔

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾

(یہ بند ایسا تھا کہ) یاجوج وماجوج اس پر چڑھ کر بھی نہ آسکتے تھے اور اس میں نقب لگانا ان کے لیے اور بھی مشکل تھا۔

مطلب یہ ہے کہ وہ دیوار اتنی اونچی ہے کہ وہ کراس نہیں کرسکتے اور اتنی مضبوط ہے اس میں سے سوراخ بھی نہیں کرسکتے۔ بڑا کام کرنے کے بعد بادشاہ نے اس کے اوپر اپنا نام نہیں لکھوایا بلکہ یہ کہا۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾

ذوالقرنین نے کہا" یہ میرے رب کی رحمت ہے مگر جب میرے رب کے وعدے کا وقت آئیگا تو وہ اس کو پیوند خاک کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے"

کہا کہ یہ میرے رب کی رحمت ہے لیکن جب اللہ کا حکم ہو گا تو یہ دیوار گر جائے گی، ریزہ، ریزہ ہو جائے گی۔ یعنی بندہ مومن اپنی ساری تیاریوں اور کوششوں کے باوجود اصل بھروسہ اللہ پر رکھتا ہے۔ بادشاہ میں کتنی خدا ترسی ہے۔